باب: 12

مَنْصُورٌ فَاتِحٌ

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۔ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۔
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

{جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچے۔اور آپ دیکھ لیں کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔
تو آپ (تشکراً) اپنے رب کی تسبیح کریں اور اس سے استغفار کریں
بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول فرمانے والا ہے (110:01to03)}

قرآن کی یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔کئی برس پہلے جب مکہ میں آنحضرتؐ نے اسلام کی طرف دعوت دی تھی تو اس وقت ساری دنیا آپؐ کی دشمن ہو گئی تھی۔آخر کار آپؐ کو مدینہ ہجرت کرنی پڑی۔شروع میں وہاں بھی کچھ وقت مشکل میں گذرا۔ابو جہل نے ایک مدنی صحابی سعد بن عبادہؓ کو یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم محمدؐ کو اپنے ہاں پناہ دینے سے باز نہ آوگے تو ہم تم کو حج کرنے نہیں دیں گے۔لیکن ان صحابیؓ نے استقامت سے ابو جہل کو جواباً کہا کہ اگر تم ہم کو خلاف دستور حج سے روکو گے تو ہم بھی تم کو مدینہ کی سرزمین سے نہیں گزرنے دیں گے۔

- غزوہ بدر: پھر ہوا یہ کہ مکہ سے کافروں نے تجارت کا ایک بڑا قافلہ ملک شام کے لیے روانہ کیا اور طے یہ بھی کیا کہ اگر کوئی رکاوٹ پیش آئی تو پھر باقاعدہ جنگ بھی کی جائے گی۔چناں چہ جب کافروں کا یہ قافلہ مدینہ سے گذرنے لگا تو مسلمانوں نے اس کو روکنا چاہا، نتیجے میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔اسلامی لشکر صرف تین سو تیرہ (313) افراد پر مشتمل تھا جس کی قیادت بہ نفس نفیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔دشمن جو جنگی ساز وسامان سے لیس بھی تھا وہ ایک ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھا۔پھر بھی اللہ تعالیٰ کی مدد شامل رہی اور اس نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا۔اسلام میں یہ پہلی مدافعتی جنگ، بدر کے مقام پر 02AH/624AD میں ہوئی۔

Siddiqui Publications

جس جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہوئے اسے **غزوہ** کہتے ہیں۔غزوہ کے لغوی معنی ہیں "قصد کرنا"،اوراس سے مراد رسول اکرمؐ کے،بہ طور سپہ سالار،لشکر لے کر کفار کے مقابلے کے لیے نکلنے کے ہیں۔اور جب آپؐ کسی موقع پر خود تشریف نہیں لے گئے بلکہ صحابہؓ کی جماعت کو بھیجا،اسے **سریہ** کہتے ہیں۔غزوات کی کل تعداد28ہے،جب کہ سرایا کی کل تعداد47ہے۔ایک سال آپؐ نے 3 دستے سریے کے روانہ فرمائے تو تھے لیکن ان میں مقابلہ نہیں ہوا۔

اسلامی تاریخ میں جن مہمات کا زیادہ تفصیل کے ساتھ تذکرہ ملتا ہے وہ درجہ ذیل ہیں:

(1) غزوہ بدر 02AH/624AD
(2) غزوہ اُحد 03AH/625AD
(3) غزوہ خندق 05AH/627AD
(4) صلح حدیبیہ 06AH/628AD
(5) غزوہ خیبر 07AH/629AD
(6) جنگ موتہ 08AH/630AD
(7) فتح مکہ 08AH/630AD
(8) غزوہ حنین 08AH/630AD
(9) غزوہ طائف 08AH/630AD
(10) غزوہ تبوک 09AH/631AD

- غزوہ اُحد : جنگ احد،مدینہ کے قریب،اُحد کے پہاڑ کے پاس ہوئی۔اس جنگ کی خصوصیت یہ تھی کہ لڑائی کے شروع میں اللہ نے مسلمانوں کو ہی فتح دی تھی۔آنحضرتؐ نے ایک گھاٹی پر عبداللہ بن جبیرؓ کے زیر نگرانی کچھ تیر اندازوں کو بٹھایا تھا،اور انہیں قطعی حکم دیا تھا کہ وہاں سے نہ ہٹیں اور اس گھاٹی کی حفاظت میں سر گرم رہیں۔مگر ان نادانوں نے اپنی فتح دیکھی تو رسول اللہؐ کے حکم کے خلاف کافروں کا مالِ غنیمت لینے میں مشغول ہو گئے۔خالد بن ولید نے،جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے،اس گھاٹی پر حملہ کر دیا۔پشت کی طرف سے جو حملہ ہوا تو اسلامی لشکر تتر بتر ہو گیا۔اور لڑائی کا رنگ بدل گیا۔تاہم دونوں طرف سے یہ لڑائی بے نتیجہ رہی۔
- غزوۂ خندق : اس جنگ کی اہم بات یہ ہے کہ یہودیوں نے قریش کے کفار سے مل کر مختلف قبائل سے لشکر جمع کر کے مدینہ پر چڑھائی کی۔اس لشکر نے چاروں طرف سے مدینہ کو گھیر لیا۔ان کو روکنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے دونوں فریقوں کے درمیان ایک خندق کھدوائی جس میں خود حضورؐ نے بہ نفس نفیس شرکت بھی فرمائی۔پھر ایک رات سخت آندھی چلنے لگی۔کفار کھلے میدان میں تھے لہٰذا ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ہوا کے زور سے ان پر کنکر پتھر،مٹی اور ریت ایسی آئی کہ ٹھیرنا دشوار ہو گیا۔لہٰذا مجبوراً ان کو منتشر ہونا پڑا۔آخر کار اللہ نے اپنے حبیبؐ اور مسلمانوں کو فتح دی اور کافروں کے شر سے بچایا۔

▪ صلح حدیبیہ : یہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔اس کے نہایت دوررس نتائج اور مفید اثرات رونما ہوئے۔ صلح حدیبیہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید نے اس کو" فَتْحًا مُّبِينًا "اور"نَصْرًا عَزِيزًا" کا نام دیا ہے۔تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ صلح حدیبیہ حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی بصیرت اور فہم وفراست کا ایک شاہکار واقعہ ہے۔

▪ غزوہ خیبر: سورۃ الفتح کی آیت 20 میں فتحِ خیبر کی طرف اشارہ ہے۔جب یہودی، مسلمانوں کے ساتھ ہونے کا دعویٰ رکھنے کے باوجود جنگ ِخندق میں کفار سے مل گئے اور مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیاری کی، تو مسلمانوں نے بھی ان کی سرکوبی کے لیے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سرکردگی خیبر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ تین چار روز تک رہا۔ بالآخر رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ شیرِ خدا کو جھنڈا دے کر انھیں خیبر کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت علیؓ نے قوتِ ولایت سے قلعہ کے دروازے کے پٹ کو اس زور کا جھٹکا دیا کہ اس کی چولیں ٹوٹ گیئں اور دروازہ کھل گیا۔ پھر اس پٹ کو خندق پر بچھا دیا گیا۔ جس پر سے لوگ گزر کر قلعہ خیبر میں داخل ہو گئے۔ بغیر کشت وخون کے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ونصرت عطا کی۔

▪ جنگ موتہ : اس کا شمار اسلام کے فیصلہ کن معرکوں میں ہوتا ہے۔یہ جنگ روم کے عیسائیوں کے خلاف لڑی گئی۔اس میں آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین سپہ سالاروں کو مقرر کیا، لیکن وہ تینوں شہید ہو گئے۔ شروع میں تو مسلمانوں کو پسپائی اور شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن پھر اس صورت حال میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسلامی فوج کی قیادت سنبھالی اور مسلمانوں کو جمع کر کے رومیوں کو شکست سے دوچار کیا۔

▪ فتح مکہ : صلحِ حدیبیہ میں مسلمانوں اور مشرکین میں یہ طے پایا تھا کہ دس سال تک آپس میں کوئی جنگ نہیں کریں گے۔ لیکن دو قبیلوں ، قبیلہ بنو بکر (مشرکین کا حلیف) اور قبیلہ بنو خزاعہ (رسول اللہ کا حلیف) کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ جس میں قبیلہ بنو خزاعہ کو سخت نقصان پہنچا۔ جس پر اس قبیلے نے رسول اللہ سے مدد مانگی۔اس وقت محمد مصطفیٰؐ مدینہ میں تھے۔آپؐ نے مدینہ ہی سے جواب دیا۔ "میں تمھاری مدد کرنے کے واسطے ضرور پہنچوں گا"۔ چناں چہ حضورؐ اپنی فوج لے کر مکہ کی طرف چلے۔ راستے میں اور مسلمان بھی مل گئے۔اس طرح آپؐ کے ساتھ بارہ ہزار (12,000) کی فوج ہو گئی، جس نے مکہ پہنچ کر پورے شہر کو گھیر لیا حضورؐ کے چچا، حضرت عباسؓ جو مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی،

انہوں نے ابوسفیان کو مشورہ دیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن مانگو، ورنہ تمام مشرکینِ قریش تہ تیغ کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ ابوسفیان کو لے کر حضورؐ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! ابوسفیان مسلمان ہونا چاہتا ہے اس کو کچھ عزت سے ممتاز فرمایئے۔ حضورؐ نے فرمایا "جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اس کو امن ہے"۔ اور پھر فرمایا "جو مسجد الحرام میں پناہ لے اس کو امن ہے اور جو ہتھیار ڈال دے یا گھر کے دروازے بند کر لے اس کو بھی امن ہے"۔ پھر اسلامی فوج نے شہر مکہ میں داخل ہونا شروع کیا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الفتح پڑھتے ہوئے مکمل فتح مندی کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ اہم شہر فتح ہو گیا لیکن اس موقع پر کل 70 آدمی مارے گئے، اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر، اور کسی غلط فہمی سے۔ مسلمانوں کی یہ فتح یقیناً اسلام کے لیے " فَتْحًا مُّبِينًا " ہی تھی۔ آخر میں رحمت للعالمینؐ نے مکہ مکرمہ کو مکے والوں کے حوالے کر دیا اور خود مدینہ شریف کو واپس ہو گئے۔ آج 1442AH/2020AD کو اسی مکہ کا مسجد الحرام اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ یوں جلوہ گر ہے:

مؤلف کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مکہ کے باوجود مدینہ کو واپسی دراصل اللہ تعالیٰ کو تاابد اپنے محبوب کے لیے اس دنیا میں مقام خاص سے نوازنا مقصود تھا۔ ہجرت مدینہ غالباً اسی کی پیش بندی تھی۔ مسلمانوں کا کلمہ دو نمایاں حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ۔ اور دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔ شہر مکہ شروع ہی سے عبادت کا مقام رہا۔ عبادت کے ساتھ ساتھ اب یہ "مسلمانوں کا قبلہ" بھی بنا دیا گیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ کے لیے خصوصی شہر کا درجہ عطا فرمادیا، اور اس طرح تمام امت مسلمہ کو اپنے حبیب کے پاس مستقلاً "خصوصی حاضری" کی راہ پر ڈال دیا۔ آج مسجد نبویؐ، مدینہ منورۃ کے شہر میں اپنے پورے آب و تاب کے ساتھ یوں کھڑی ہے:

▪ غزوہ حنین :اسلام کے فیصلہ کن معرکوں میں غزوہ حنین کی حیثیت بھی نمایاں ہے ۔اسے غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں ۔ مسلمانوں نے جب مکہ مکرمہ فتح کر لیا تو حنین میں مقیم ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں کو بھی خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں مسلمان ان پر حملہ نہ کر دیں چنانچہ یہ سارے قبائل اور ان کی تمام شاخیں اپنے سردار مالک بن عوف نضری کی قیادت میں جمع ہو گئیں ان کی تعداد بیس ہزار تھی یہ لشکر مسلمانوں کی طرف روانہ ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے ان میں دس ہزار کا مدنی لشکر اور دو ہزار اہل مکہ تھے ابتداء میں مسلمانوں کو ہوازن اور ثقیف کے تیر اندازوں نے پیچھے دھکیل دیا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں تیروں کے درمیان ڈٹے رہے اور مسلمانوں کو آوازیں دیتے رہے بالآخر مسلمان جمع ہو گئے اور دشمنوں کو شکست ہوئی۔ان کے چھ ہزار افراد مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گئے جبکہ ان کے علاوہ کئی ہزار اونٹ، کئی ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔

▪ غزوہ طائف : حنین سے بھاگنے والی کفار کی فوجیں کچھ تو اوطاس میں جا کر ٹھہری تھیں اور کچھ طائف کے قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گئی تھیں۔ لہٰذا طائف میں ان پناہ لینے والوں سے بھی جنگ ضروری ہو گئی تھی۔ اس لیے آنحضرتؐ نے حنین اور اوطاس کے اموال غنیمت اور قیدیوں کو مقام جعرانہ میں جمع کر کے طائف کا رخ فرمایا۔اٹھارہ (18) دن تک شہر کا محاصرہ جاری رہا مگر طائف فتح نہیں ہو سکا۔آپؐ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو آپؐ کو یہ اطمینان دلایا گیا کہ اگر ہم ان کو یوں ہی چھوڑ بھی دیں تو ان کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں، چناں چہ حضورؐ نے محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دے دیا۔

▪ غزوہ تبوک : تبوک کی جنگ کی وجہ یہ تھی کہ عرب کا غسان خاندان قیصر روم کے زیر اثر ملک شام پر حکومت کرتا تھا۔وہ خاندان مسیحی تھا،اس لیے قیصر روم نے اس کو اپنا آلہ کار بنا لیا تھا۔اس نے مدینہ پر

فوج کشی کا عزم کر لیا۔ان خبروں کا تمام عرب میں ہر طرف چرچا ہو گیا۔اس لیے حضور اکرمؐ نے بھی فوج کی تیاری کا حکم دے دیا۔ غزوہ تبوک تاریخ عہد نبویؐ کا ایسا غزوہ ہے کہ جس میں اسلامی فوج کے جانبازوں کی تعداد تیس ہزار (30000) تھی۔آنحضرتؐ کے زیر کمان اتنی تعداد پہلے کبھی جمع نہیں ہوئی تھی۔اس طرح سے یہ غزوہ سب سے بڑا فوجی حملہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آخری فوجی کاروائی بھی تھی۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے اس وقت تک آپؐ کو طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں تھی بلکہ اللہ کی طرف سے صبر کی تلقین اور اس پر جنت کی بشارت دی جاتی تھی۔پہلی مرتبہ جہاد کا حکم مدینہ میں نازل ہوا۔یہاں بھی آپؐ کو شروع میں صرف اپنے دفاع کے لیے لڑنے کی اجازت دی گئی۔ باقاعدہ جہاد کا حکم بتدریج نازل ہوا۔پہلے فرمایا گیا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ -

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

{ان لوگوں کو جہاد کی اجازت دی گئی ہے،اس وجہ سے کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی فتح و نصرت پر قادر ہے۔

جنگ کی اجازت ان لوگوں کو دی گئی جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیے گئے ہیں

صرف اس بناپر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے (22:39,40)}

پھر دوسرا حکم نازل ہوا کہ اب اسلام کی شوکت اور غلبہ کے لیے جہاد کریں تاکہ دنیا سے فتنہ ختم ہو اور اللہ کی وحدانیت کو فروغ ملے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ

{اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کے تابع ہو جائے،

پھر اگر وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر زیادتی روا نہیں (02:193)}

آنحضرتؐ کے اسماء میں مَنْصُورٌ شامل ہے جس کے معنی ہے اللہ سے مدد لیا ہوا۔ ظاہر ہے جس کو اللہ کی مدد حاصل ہو اس کی ہر مقام پر کامیابی یقینی ہے۔یوں آپؐ کے دو اسمائے مبارکہ فَاتِحٌ اور فَتّاحٌ بھی ٹھہرے۔

----- Ö -----